Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

# پاک پتن میں اُردو غزل کی روایت اور نمائندہ شعرا

**ثمرین کنول**

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبۂ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

**ڈاکٹر عطاالرحمن میو**

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

***Abstract:***

*There are some districts in Pakistan whose history is so old that mankind does not believe. They also have ha city Pak Pattan. By testing the literary history of Pak Pattan. The first name came out of Baba Farid-ud-din Shakkar Gunj. After that Sheikh Ibrahim known Farid Secondary, then the name of Waris Shah is found another name in the poetry tradition of Pak Pattan Mirza Sahb is the baig Pak Pattan's Muneeb Burhani The only poetry collection "Partawe Khayal" came to the scene in 1978. In the poetry tradition of Pak Pattan district Abu Sajjad Saghar, Talib Shakkar, Fadi Al-Rehman Fadal, Ayoub Akhtar, Rafiq Humayun, Sayyed Akhlaq Ahmad Akhlaq Raja Nayyar, Yasmin Barkat.Taib Nizami, Zafar Rasheed Yasir, Jamshed Kamboh, Mehmood Ahmad Mehmood, Dr. Azhar Iqbal, Yasmin Hatif, Hameeda Bano, Naveed Aziz, Ali Ashraf Kawish, Yasir Raza, Imran Shahid, Abbas Ali Shah Saqib played his full role. Sharif Sajid's name is very important in the poetry of Pak Pattan. Sharif Sajid is one of the poets in their behavior and in practice. In their style spiritual pride and thoughts all look naturally. Their poetic style seems to be seeking the destination of Purpose by passing through the valley of Taghazzal. They have different topics that are proof of their poetic greatness.*

پاکستان میں کچھ اضلاع ایسے ہیں جن کی تاریخ اتنی پرانی ہے کہ بنی نوع انسان کو یقین نہیں آتا۔ان میں ایک شہر پاکپتن بھی ہے۔

> ”پاکپتن کا معروف ترین نام اجودھن تھا بعض روایات کے مطابق اسے کٹورا بھی کہا جاتا تھا۔ جس کا پرانا نام اجودھن ہے، کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے۔اس وقت یہ ہندوؤں کا مقدس ترین شہر تھا، اجودھن کاذکر ہندوؤں کی ۲۵ ہزار سال پرانی کتابوں میں ملتا ہے۔“(۱)

> ”یونانی مؤرخین کے مطابق اجودھن ۳۲۷ قبل مسیح میں مضبوط بنیادوں پر قائم ایک قصبہ تھا،اس میں آنے جانے کے چھ دروازاے بنائے گئے تھے، سکندر اعظم جب ایشیا آیا تو دریائے ستلج کے ساتھ رہنے والوں نے دو بنیادی شہر بنا رکھے تھے، مؤرخین کو یقین ہے کہ ان میں سے ایک شہر پاکپتن بھی ہے اور دوسرا دیپالپور تاریخ کے واقعات کو الفاظ کی شکل میں دینے والے مؤرخین کا کہنا ہے کہ پاکپتن کا شہر ملکہ ہانس وہ جگہ ہے یہاں سکندر اعظم کو تیر یا برچھی لگی تھی۔“(۲)

پاک پتن کی ادبی تاریخ کھنگالنے سے پہلا معلوم نام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کا سامنے آتا ہے۔ان کے بعد شیخ ابراہیم المعروف فرید ثانی اور پھر وارث شاہ کے نام ملتے ہیں،اس کے بعد کا ادبی منظر نامہ ماضی کی گرد میں اٹا ہوا نظر آتا ہے۔ قیام پاکستان سے قبل کے قریبی دور میں پاک پتن کی ادبی تاریخ کے نقوش کچھ واضح ہوتے دکھائی دیتے ہیں،اس بارے میں ابو سجاد ساغر اپنے ایک غیر مطبوعہ مضمون میں لکھتے ہیں:

> ”۱۹۴۲ء کی بات ہے کہ پاک پتن کے چند شمع ادب کے پروانے اور کچھ نہ کچھ کر جانے کے جذبے سے معمور نوجوانوں نے نگینہ سینما کے سامنے گھاس سے ہرے بھرے پلاٹ میں ایک ادبی محفل جمائی، بقول بسمل حیاتوی پاک پتن کی تاریخ میں یہ سب سے پہلی ادبی محفل تھی جس میں منتظم نیلی بار کالونیز چودھری سیول سنگھار مولوی منظور احمد اختر اور بسمل حیاتوی شامل تھے،یہی مختصر شاعرہ علاقہ ہذا میں دوررس اثرات کا سبب بنا۔“(۳)

پاک پتن کی شعری روایت کا ایک اور اہم نام مرزا مصاحب بیگ (1963ء) کا کوئی شعری مجموعہ منصۂ شہود پر تو نہیں آسکا لیکن اُن کا جو کلام

JAHAN-E-TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

دستیاب ہے، عمدہ ہے:

کچھ گلہ احباب سے نہ کاتبِ تقدیر سے
سر قلم اپنا کیا خود اپنی ہی شمشیر سے
(غیر مطبوعہ کلام)

پاک پتن کے منیب برہانی(1937ء)کا اکلوتا شعری مجموعہ "پرتوِ خیال" 1978ء میں منظرِ عام پر آیا تھا۔اس کے علاوہ اُن کے دو مجموعے اشاعت کے منتظر ہیں۔منیب برہانی دراصل پُر امید لب و لہجے کے شاعر تھے:

کس رہ سے ہو کے نکلے گا سانسوں کا قافلہ
چاروں طرف حیات کے غم کی فصیل ہے(۴)

---

تمھاری ےاد کا جبریل جب بھی آتا ہے
صحیفے ہم پہ وفا کے اترنے لگتے ہیں(۵)

مجید سالک رضوی(۱۹۳۸ء)کا شعری مجموعہ "حسرتوں کے دیار"زیرِ طبع ہے۔وہ ایک اچھے شاعر تھے جن کے فکر و فن میں پختگی جھلکتی ہے:

پیاسا ہوں کب سے آج تو دریا اچھال دے
ایسا نہ ہو تو پھر مجھے دریا میں ڈال دے

شعری مجموعے "اجمال" کے خالق اکرم ناصر(پ:1952ء)کا شعری سفر ابھی جاری ہے۔اُن کے ہاں ہجر و وصال کی کیفیات، فنی و فکری گہرائی اور حسن و جمال کے جلوے بکھرے نظر آتے ہیں:

مرے نقصان میں جاتا ہے یہ تو جان لیتا ہوں
تمھارا فیصلہ بس احتراماً مان لیتا ہوں
مجھے معلوم ہے ملنے سے اس کے کچھ نہیں ملتا
اسے مل کر ہمیشہ مفت کا احسان لیتا ہوں
(غیر مطبوعہ کلام)

دو شعری مجموعوں "جیسے جھیل میں کنول" اور "برف موسم میں جلنے لگتا ہوں" کے خالق میاں رفیق قیصر(پ:۱۹۵۴ء)کا غالب موضوع رومانویت ہے:

ٹھہر جاؤ چلے جانا ، ابھی کچھ رات باقی ہے
محبت کی کہانی کی ابھی کچھ بات باقی ہے

جو آنکھوں سے بہے آنسو تو ظالم مت نکال آنکھیں
ابھی تو بوندا باندی ہے ابھی برسات باقی ہے(۶)

ضلع پاک پتن کی شعری روایت میں ابو سجاد ساغر(1956ء)، طالب شاکر(پ:1956ء)، فضل الرحمٰن فضل(پ:۱۹۵۸ء)، ایوب اختر(پ:۱۹۶۳ء)، ڈاکٹر اسد اجمیری(پ:۱۹۶۴ء)، رفیق ہمایوں(پ:۱۹۶۵ء)، سیّد اخلاق احمد اخلاق(پ:۱۹۶۶ء)، راجا نیرؔ(پ:۱۹۶۶ء)، یاسمین برکت(پ:۱۹۶۶ء)، تائب نظامی(پ:۱۹۶۸ء)، ظفر رشید یاسر(پ:۱۹۴۹ء)، جمشید کمبوہ(پ:۱۹۷۰ء)، محمود احمد محمود(پ:۱۹۷۰ء)، ڈاکٹر اظہر کمال(پ:۱۹۷۲ء)، یاسین ہاتف (پ:۱۹۷۴ء) ، حمیدہ بانو (پ: ۱۹۷۵ء)، صغیر انور، نوید عاجز، قاضی عطاءالرحمن (پ: ۱۹۷۹ء) ، سیّد فیض الحسن فیضی (پ:۱۹۸۰ء)، علی اشرف کاوش(پ:۱۹۸۳ء)،، یاسر رضا آصف(پ:۱۹۸۳ء)، عمران شاہد(پ:۱۹۸۶ء)، عباس علی شاہ ثاقب(پ:۱۹۹۲ء)اور ندیم

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

صادق نامی (پ: ۱۹۹۲ء) نے بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا:

شریف ساجد کی ادبی زندگی کا آغاز

شریف ساجد ۱۹۵۸ء میں دسویں جماعت میں تھے۔اس وقت پبلک لائبریری کے ممبر بنے اور پورا سال ہر روز ایک کتاب پڑھتے رہتے۔ جس کی وجہ سے شاعری کے اوزان سے خاص دلچسپی ہو گئی۔ بڑے بھائی محمد امین شاہد شعر کہتے تھے۔ جناب دیوان غلام قطب الدین سجادہ نشین درگاہِ حضرت بابا فرید گنج شکر کے ڈیرے پر ماہانہ مشاعرہ ہوا کرتا تھا۔ بڑے بھائی کے ساتھ وہ بھی ان ادبی محافل میں شریک ہوتے تھے۔اس طرح شعر کہنے کی خواہش بڑھتی چلی گئی۔ پھر وہ شعر کہنے لگے۔

شریف ساجد نے اپنا پہلا شعر اپنے بڑے بھائی کی غزل میں کہا جو دیوان غلام قطب الدین حضرت بابا صاحب کے ماہانہ مشاعرے میں پڑھی گئی۔ بقول شریف ساجد: میرا پہلا شعر یہ ہے:

میں سمجھا کوثر و تسنیم روئے
جو چھلکا نرگسی آنکھوں میں پانی (۷)

شریف ساجد شاعری میں باقر حسین باقر شاہ جہاں پوری کے شاگرد ہیں۔ دو سلسلوں سے ان کا سلسلۂ تلمذ داغ دہلوی سے جاملتا ہے اور شاید یہ اسی نسبت کا اعجاز ہے کہ سراپا نگاری، معاملہ بندی اور قلبی واردات کے بیان میں ان کا قلم خوب چلتا ہے۔اس کے علاوہ حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر سے اظہارِ عقیدت ان کی غزل کا ایک معتبر حوالہ ہے۔ غزل میں پختگی شریف ساجد کی خاص پہچان ہے۔ یہ سب استاد کی توجہ کا نتیجہ ہے۔ بقول شریف ساجد:

> ''استاد محترم جناب باقر حسین باقر شاہ جہاں پوری سے جب اصلاح لی۔ انھوں نے خالی مشق کروائی۔ غزل اصلاح کے لیے جب میں انھیں دیتا، دو تین دن بعد پوچھتا تو جواب ملتا وہ غزل تو میں نے پھاڑ دی ہے، دوبارہ کہیے۔'' (۸)

شریف ساجد کا شعری مجموعہ ''چاند کیسے دیکھتا رہا'' ان کی ۲۹ سالہ شعری ریاضت کا نچوڑ ہے۔ وہ پاکپتن کی شعری روایت میں اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں۔

مجلس بابا فرید قائم ہوئی تو میاں فضل الرحمان اس کے بانی صدر جب کہ شریف ساجد سیکرٹری منتخب ہوئے۔ شہری اور ضلعی سطح پر بہت سے مشاعرے کروائے گئے، جن میں ساہیوال کے شعرا حاجی بشیر احمد بشیر، استاد قمر خان، جعفر شیرازی، ایزد عزیز، شوکت ہاشمی وغیرہ شریک ہوتے رہے۔

شریف ساجد کے اب تک دو شعری مجموعے منصہ شہود پر آچکے ہیں۔ جو ان کی فکری اور فنی شعری عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے:

| | | |
|---|---|---|
| ا۔ | چاند کیسے دیکھتا رہا | شعری مجموعہ ۲۰۰۷ء |
| ۲۔ | سنگریزوں میں شجر | شعری مجموعہ ۲۰۱۴ء |
| ۳۔ | کلیاتِ شریف ساجد | ۲۰۲۰ء |

شریف ساجد کی مذکورہ بالا کتابیں ادبی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ اچھی شاعری اس وقت ہی نکھر کر سامنے آتی جب اس میں تخلیق کار کی ریاضت شامل ہو۔ خیال آفرینی، عمدہ احساسات اور جذبات کی شدت کی بدولت ہی اچھی شاعری تخلیق پاتی ہے۔

(غیر مطبوعہ کلام) شریف ساجد کی غزل گوئی

شریف ساجد ایسے شعرا میں سے ہیں جو اپنے رویوں میں بھی شاعر ہیں اور اپنے طرزِ عمل میں بھی شاعر ہیں۔ ان کا اسلوب معنوی پیرایہ اور فکر و آہنگ سب قدرتی طور پر مرتب دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا شعری اسلوب تغزل کی وادی سے بے نیازانہ گزر کر مقصدیت کی منزل کا متلاشی نظر آتا ہے۔ فرحت عباس شاہ اور ڈاکٹر فرتاش سیّد کی آراء شریف ساجد کی شعری کائنات اور اُن کے فنی لوازمات کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں:

> ''استاد شاعر شریف ساجد۔۔۔ رام ریاض، بیدل حیدری اور شہزاد احمد کے قبیلے کے شاعر ہیں جن کے ہاں شاعری اپنے روایتی حسن اور جدیدیت کی تازگی کے امتزاج سے نہایت اثر پذیر قرینوں سے تشکیل پاتی ہے۔'' (۹)

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"مرزا داغ دہلوی سے سلسلہ تلمذ ہونے کی وجہ سے اُن کے ہاں زبان کی صفائی، روانی، بے ساختگی اور سہلِ ممتنع ایسی فنی خوبیاں ہیں جن کی بدولت وہ مشکل بات کو بڑی سہولت سے کہہ دیتے ہیں ۔"(۱۰)

شریف ساجد کے ہاں بہت سے مختلف موضوعات ملتے ہیں۔جوان کی شعری عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ان کی طبیعت میں عاجزی،انکساری اور نرم روی کا عنصر نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔ان کے ہاں رکھ رکھاؤ، تصورِ حسن و عشق، لسانی شعور، تصورِ محبوب، روایات اور جدت کا امتزاج نمایاں نظر آتا ہے۔ کلاسیکی روایت کے مخصوص موضوع حسن و عشق کے بیان کے ساتھ ساتھ انھوں نے روزمرہ زندگی کے موضوعات کو بھی اپنی شاعری میں ڈھلنے کی بڑی عمدہ کوشش کی ہے اور بہت حد تک اس میں کامیاب بھی رہے ہیں۔

شریف ساجد نے اپنی شاعری میں طویل اور مختصر دونوں طرح کی بحروں کا استعمال خوب کیا ہے لیکن وہ مختصر بحروں کو برتنے میں کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ وہ مشکل بحروں کو برتنے سے گریز کرتے ہیں۔اسی وجہ سے ان کے شعری اسلوب میں ابلاغ کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا اور جو پیغام وہ قاری تک پہنچانا چاہتے ہیں اس کی ترسیل میں بہت آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

**حوالہ جات**


۱۔ وکی پیڈیا، یکم مئی ۲۰۱۲ء، وقت ۹:۴۵

۲۔ ایضاً

۳۔ نوید عاجز، شہرِ فرید کے شاعر، پاک پتن: علی آئیڈیاز پبلی کیشنز، فروری ۲۰۱۳ء، ص: ۱۹

۴۔ منیب برہانی، پرِ تو خیال، پاک پتن: پاک پتن پبلشرز، ۱۹۷۸ء، ص: ۷۷

۵۔ ایضاً، ص: ۲۶

۶۔ رفیق قیصر، جیسے جھیل میں کنول، پاک پتن: پاک پتن پبلشرز، ۱۹۵۴ء، ص: ۴۵

۷۔ انٹرویو شریف ساجد، بمقام بیتِ شریف ساجد، ۱۲۔ جنوری ۲۰۲۰ء، بروز اتوار

۸۔ ایضاً

۹۔ فرحت عباس شاہ، بیک فلیپ: کلیاتِ شریف ساجد، از شریف ساجد، لاہور: مدر لینڈ پبلشنگ اینڈ بک ایجنسی، ۲۰۲۰ء

۱۰۔ فرتاش سیّد، ڈاکٹر، بیک فلیپ: کلیاتِ شریف ساجد، از شریف ساجد